OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

سیرت محمدی: حضرت علی ابن ابی طالب کے خطبات کا ایک مطالعہ
Biography of the Holy Prophet: A Study of the Sermons of *Hazrat Alī Ibn Abī Tālib*

Zahoor Abbas Abbasi
Doctoral Candidate Islamic Studies Shah Abdul Latif University Khairpur Mirs
Dr. Sajjad Ali Raeesi
Professor of Islamic studies Shah Abdul Latif University Khairpur Mirs
Athar Ali Manganhar
Doctoral Candidate Islamic studies Shah Abdul Latif University Khairpur Mirs

Abstract

Allah Almighty has made the life of the Holy Prophet Mohammad (PBUH) a role model for the betterment and reforming of society. He (PBUH) delivered the message of Allah to the world and saved them from the torment of Allah, teaching them to worship and love one God. He gave a system of life that leads humanity to peace and security and is a total mercy for mankind. All his life he treated God's creatures with kindness and mercy. His mercy was not only for the believers, but also for the disbelievers. Therefore, in this article, the biography of the Holy Prophet (PBUH) will be narrated from Nahjul Balagha. Because Hazrat Ali (AS) has mentioned the good morals of the Holy Prophet (PBUH) in Nahj al-Balaghah as well as somewhere he has described his virtues. In the same way, somewhere he has stated the purpose of enlightenment and somewhere he has shed light on patience and courage of the Holy Prophet (PBHU). Somewhere he has described asceticism and piety, somewhere he has mentioned his benevolence, somewhere he has mentioned a physician for the healing of the sick. Therefore, in this article, the biography of the Holy Prophet (sws) will be narrated from Nahjul Balagha along with Qur'an and Hadith.

Keywords: Sira, Prophet, *Hazrat Alī*, Moral, patience, bravery, piety, wisdom, society

تمہید

حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے 17 ربیع الاول عام الفیل میں اس دنیا میں قدم رکھا۔ آپ ﷺ والد محترم آپ کی ولادت سے پہلے اس دنیا سے جا چکے تھے۔ آپ کی ولادت کے وقت چند واقعات رونما ہوئے ان میں سے چند یہ ہیں۔ "خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے بت منہ کے بل گر گئے، کسریٰ کا تخت کانپ گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے، ساوہ دریا یکسر خشک ہو گیا، فارس کا آتشکدہ جو ہزار سالوں سے خاموش نہیں ہوا تھا بجھ گیا۔ بادشاہوں کے تخت اُلٹ گئے، نصاریٰ کے پیشوائوں کا علم زائل ہو گیا، جادوگروں کا جادو برباد ہو گیا، حجاز کی طرف سے نور نکلا جو مشرق و مغرب کی طرف روشن ہوا اُس نے پوری دنیا کو روشن کر دیا۔"[1] ہر ایک معاشرہ احتیاج رکھتا ہے نمونے کا جس کی پہچان کرنا ضروری ہے، قرآن کریم نے اسلامی معاشرے کے لیے بہترین نمونہ عمل پیغمبر اکرمؐ کو قرار دیا ہے، قرآن کریم میں ہے:" لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"[2] رسولؐ اللہ کی زندگی میں تمہارے لیے بہترین نمونہ عمل موجود ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہر دور میں معاشرے کی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے پیغمبر اکرمؐ کی زندگی کے مختلف پہلوئوں کو معاشرے میں متعارف کرایا جائے۔ حضرت علیؑ ارشاد فرماتے ہیں:"وَ لَقَدْ كَانَ فِي رَسُولِ اللَّهِ (صلی الله علیه و آله وسلم) كَافٍ لَكَ فِي الْأُسْوَةِ وَ دَلِيلٌ لَكَ عَلَى ذَمِّ الدُّنْيَا وَ عَيْبِهَا وَ كَثْرَةِ مَخَازِيهَا وَ مَسَاوِيهَا إِذْ قُبِضَتْ عَنْهُ أَطْرَافُهَا وَ وُطِّئَتْ لِغَيْرِهِ أَكْنَافُهَا وَ فُطِمَ عَنْ رَضَاعِهَا وَ زُوِيَ عَنْ زَخَارِفِهَا۔"[3] تمہارے لئے کافی ہے پیغمبر اکرمؐ کے اٹھنے بیٹھنے میں اطاعت کریں تا کہ بہترین رہنما ہو دنیا کے عیب اور برائی کو پہچاننے میں، حالانکہ دنیا نے پیغمبر اکرمؐ کی ہر چیز کو بیان کیا۔ اور اس کے غیر کو بھی واضح کیا ہے۔ اور دنیا کو نہیں چکھا، رسولؐ نے دنیا کی ہر خوبصورتی سے کنارہ کشی کی۔ اسی خطبے میں مزید حضرت علیؑ فرماتے ہیں: " فَتَأَسَّ بِنَبِيِّكَ الْأَطْيَبِ الْأَطْهَرِ (صلی الله علیه و آله وسلم) فَإِنَّ فِيهِ أُسْوَةً لِمَنْ تَأَسَّى وَ عَزَاءً لِمَنْ تَعَزَّى وَ أَحَبُّ الْعِبَادِ إِلَى اللَّهِ الْمُتَأَسِّي بِنَبِيِّهِ وَ الْمُقْتَصُّ لِأَثَرِهِ "[4] تم اپنے پاک و پاکیزہ نبی کی پیروی کرو کیونکہ آپ کی ذات میں نمونہ عمل ہے ان کے لیے، جو نمونۂ عمل کے طلبگار ہیں اور فخر اور بزرگی کا سبب ہیں اس شخص کے لئے جو بزرگ ہونا چاہتے ہیں۔ آپ کی پیروی کرنے والا اور نقش قدم پر چلنے والا ہی اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ حضرت علیؑ مزید فرماتے ہیں:"حَتَّى أَفْضَتْ كَرَامَةُ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى إِلَى مُحَمَّدٍ (صلی الله علیه و آله وسلم) فَأَخْرَجَهُ مِنْ أَفْضَلِ الْمَعَادِنِ مَنْبِتاً وَ أَعَزِّ الْأَرُومَاتِ مَغْرِساً مِنَ الشَّجَرَةِ الَّتِي صَدَعَ مِنْهَا أَنْبِيَاءَهُ وَ انْتَجَبَ مِنْهَا أُمَنَاءَهُ عِتْرَتُهُ خَيْرُ الْعِتَرِ وَ أُسْرَتُهُ خَيْرُ الْأُسَرِ وَ شَجَرَتُهُ خَيْرُ الشَّجَرِ نَبَتَتْ فِي حَرَمٍ وَ بَسَقَتْ فِي كَرَمٍ لَهَا فُرُوعٌ طِوَالٌ وَ ثَمَرٌ لَا يُنَالُ فَهُوَ إِمَامُ مَنِ اتَّقَى وَ بَصِيرَةُ مَنِ اهْتَدَى سِرَاجٌ لَمَعَ ضَوْؤُهُ وَ شِهَابٌ سَطَعَ نُورُهُ وَ زَنْدٌ بَرَقَ لَمْعُهُ سِيرَتُهُ الْقَصْدُ وَ سُنَّتُهُ الرُّشْدُ وَ كَلَامُهُ الْفَصْلُ وَ حُكْمُهُ الْعَدْلُ أَرْسَلَهُ عَلَى حِينِ فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ وَ هَفْوَةٍ عَنِ الْعَمَلِ وَ غَبَاوَةٍ مِنَ الْأُمَمِ"[5] یہاں تک کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کرامت (نبوت) حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک پہنچی۔ اور (اللہ تعالیٰ نے) آپ کے وجود کے اصل بنا کو بہترین صلبوں میں رکھا، اور اُن کے وجود کا بیج اصیل ترین اور عزیز ترین زمینوں میں کاشت کیا، آبیاری کی اور آپ کو بھی اُس درخت میں سے پیدا کیا جن میں سے منتخب شدہ پیغمبروں کو وجود میں لایا گیا تھا اور وہ بیج حرم امن الٰہی میں نکلا، اور کریم خاندان کی آغوش میں بڑا ہوا، اُن کی شاخیں آسمان کی بلندی تک گئیں اور جو کسی کا بھی ہاتھ اس کے میووں تک نہیں پہنچ سکتا۔ بس پیغمبر اکرمؐ پرہیز گاروں کے رہنما، ہدایت چاہنے والوں کی بینائی کا وسیلہ، اور چمکتے ہوئے نور کا چراغ اور روشن ستاروں کا ایسا شعلہ ہیں جس کی روشنی سب کو متوجہ کرتی ہے، آپ کی طرز زندگی اعتدال اور اُس کی روشن زندگی پائیدار ہے اس کے اقوال حق و باطل کو واضح کرنے والے اور اسکے حکم عادلانہ ہیں۔ خدا نے اُن کو اُس وقت مبعوث کیا جو

گذشتہ پیغمبروں سے طولانی فاصلہ رکھتا تھا، لوگ نیک کاموں سے فاصلہ اختیار کر چکے تھے اور امتیں جہالت اور نادانی میں گرفتار ہو چکی تھیں۔ اور اسی طرح ایک اور مقام پر حضرت علیؑ فرماتے ہیں: "مَنْ تَقَدَّمَهَا مَرَقَ وَ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا زَهَقَ وَ مَنْ لَزِمَهَا لَحِقَ۔"[6] جو بھی پیغمبر اکرمؐ سے آگے نکل جائے گا وہ دین سے خارج ہو جائے گا، جو پیچھے رہ جائے گا وہ بھی ہلاک ہو جائے گا اور جو ساتھ چلے گا وہ کامیاب ہو جائے گا۔ پیغمبر اکرمؐ کی شناخت حاصل کرنا اور اسکی روش اور زندگی کو نمونہ عمل بنانا صرف دنیوی و اخروی فائدہ نہیں بلکہ خدا کی طرف سے بے حساب جزا ملے گی، اسی طرح حضرت علیؑ فرماتے ہیں: فَإِنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْكُمْ عَلَى فِرَاشِهِ وَ هُوَ عَلَى مَعْرِفَةِ حَقِّ رَبِّهِ وَ حَقِّ رَسُولِهِ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ مَاتَ شَهِيداً وَ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَ اسْتَوْجَبَ ثَوَابَ مَا نَوَى مِنْ صَالِحِ عَمَلِهِ "[7] وہ شخص جو اپنے حقیقی رب کی معرفت رکھے اور رسول اکرمؐ کے حق کی معرفت رکھے اور اسی طرح اہلبیتؑ رسولؐ کی معرفت رکھتے ہوئے اپنے بستر پر مر جائے تو وہ شہید ہے اور اس کی جزا خدا پر ہے اور ایسے نیک اعمال جن کے ادا کرنے کا اس نے قصد کیا تھا اُس کو ملیں گے۔ رسولؐ اکرم کی معرفت کی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے، پیغمبر اکرمؐ کے اوصاف اور خصوصیات کو نہج البلاغہ کی روشنی میں بیان کیا جا رہا ہے۔

رسول اکرم کا زہد اور پرہیز گاری

رسول اکرمؐ کے زہد و پرہیز گاری کے بارے میں حضرت علیؑ فرماتے ہیں: "اَلنَّبِیُّ قَدْ حَقَّرَ الدُّنْيَا وَ صَغَّرَهَا وَ أَهْوَنَ بِهَا وَ هَوَّنَهَا وَ عَلِمَ أَنَّ اللَّهَ زَوَاهَا عَنْهُ اخْتِيَاراً وَ بَسَطَهَا لِغَيْرِهِ احْتِقَاراً فَأَعْرَضَ عَنِ الدُّنْيَا بِقَلْبِهِ وَ أَمَاتَ ذِكْرَهَا عَنْ نَفْسِهِ" [8] نبی اکرمؐ نے اس دنیا کو ذلیل وخوار سمجھا اور پست وحقیر جانا اور جانتے تھے کہ اللہ نے ان کی شان کو بالا تر سمجھتے ہوئے دنیا کا رخ ان سے موڑا ہے، اور گھٹیا سمجھتے ہوئے دوسروں کے لیے اس کا دامن پھیلا دیا ہے۔ لہذا آپؐ نے دنیا سے دل ہٹا لیا اور اس کی یاد اپنے نفس سے مٹا ڈالی اور یہ چاہتے رہے کہ اس کی سج دھج ان کی نظروں سے اوجھل رہے کہ نہ اس سے عمدہ عمدہ لباس حاصل کریں، اور نہ اس میں قیام کی آس لگائیں۔ نبی اکرمؐ نے دنیا کو دوسروں کے نزدیک چھوٹا اور ناچیز سمجھا تاکہ لوگ زہد واقعی کی طرف ہوں لہذا وہ دنیا کو عام سمجھتے تھے، دوسروں کے سامنے بھی دنیا کو حقیر سمجھتے تھے اور دنیا کو ناچیز ہونے کی وجہ سے خدا نے پیغمبرؐ کے علاوہ دوسروں کو دے دی۔ پس پیغمبر اکرمؐ زہد انتخابی رکھتے تھے، دل و جان سے دنیا کو پیچھے چھوڑ دیتے تھے اور پیغمبر اکرم نے دنیا کی یاد کو اپنی دل سے ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا۔ حضرت علیؑ ۱۰۹ خطبے میں فرماتے ہیں: فَأَعْرَضَ عَنِ الدُّنْيَا بِقَلْبِهِ وَ أَمَاتَ ذِكْرَهَا مِنْ نَفْسِهِ وَ أَحَبَّ أَنْ تَغِيبَ زِينَتُهَا عَنْ عَيْنِهِ لِكَيْلَا يَتَّخِذَ مِنْهَا رِيَاشاً أَوْ يَرْجُوَ فِيهَا مَقَاماً بَلَّغَ عَنْ رَبِّهِ مُعْذِراً وَ نَصَحَ لِأُمَّتِهِ مُنْذِراً وَ دَعَا إِلَى الْجَنَّةِ مُبَشِّراً وَ خَوَّفَ مِنَ النَّارِ مُحَذِّراً"[9] پس آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دنیا سے دل ہٹا لیا تھا اور اس کی یاد تک آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے نفس سے مٹا ڈالی تھی۔ اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ چاہتے تھے کہ اس کی سج دھج نگاہوں سے پوشیدہ رہے، تاکہ نہ اس سے عمدہ عمدہ لباس حاصل کریں اور نہ اسے اپنی منزل خیال کریں اور نہ اس میں زیادہ قیام کی آس لگائیں، آپ ایسے احکام کی تبلیغ کرتے تھے جو عذر کو قطع کرنے والے تھے۔ امت کو لازم نصیحت کیا کرتے تھے اور لوگوں کو بشارت دے کر بہشت کی طرف بلاتے تھے اور جہنم سے ڈرایا کرتے تھے۔ ایک اور مقام پر پیغمبر اکرمؐ کے زہد کے بارے میں حضرت علیؑ فرماتے ہیں: قَضَمَ الدُّنْيَا قَضْماً وَ لَمْ يُعِرْهَا طَرْفاً أَهْضَمَ أَهْلِ الدُّنْيَا كَشْحاً وَ أَخْمَصُهُمْ مِنَ الدُّنْيَا بَطْناً عُرِضَتْ عَلَيْهِ الدُّنْيَا فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَهَا وَ عَلِمَ أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ أَبْغَضَ شَيْئاً فَأَبْغَضَهُ وَ حَقَّرَ شَيْئاً فَحَقَّرَهُ وَ صَغَّرَ شَيْئاً فَصَغَّرَهُ"[10] پیغمبر اکرمؐ شکم سیر ہو کر نہ کھاتے تھے اور دنیا کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔ آپ دنیا میں سب سے زیادہ شکم تہی میں بسر کرنے والے تھے۔ آپ دنیا میں سب سے زیادہ خالی پیٹ رہنے والے تھے۔ آپ کے سامنے دنیا کی پیش کش کی گئی تو انہوں نے اسے قبول

کرنے سے انکار کر دیا۔ اور (جب) آپ نے جان لیا کہ اللہ نے ایک چیز کو برا جانا ہے تو آپ نے بھی اسے برا ہی جانا۔ اور اللہ نے جس چیز کو حقیر سمجھا ہے تو آپ نے بھی اسے حقیر ہی سمجھا۔ اور اللہ نے ایک چیز کو پست قرار دیا ہے تو آپ نے بھی اسے پست ہی قرار دیا۔ اسی حضرت علیؑ خطبہ ۱۰۹ میں فرماتے ہیں ":وَ لَقَدْ كَانَ (صلى الله عليه و آله وسلم) يَأْكُلُ عَلَى الْأَرْضِ وَ يَجْلِسُ جِلْسَةَ الْعَبْدِ وَ يَخْصِفُ بِيَدِهِ نَعْلَهُ وَ يَرْقَعُ بِيَدِهِ ثَوْبَهُ "[11] آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم زمین پر بیٹھ کر غذا کھاتے تھے، اور سادہ غلاموں کی طرح بیٹھتے تھے اور اپنے ہاتھوں سے اپنے جوتوں کو پیوند لگاتے تھے اور اپنے کُرتے کو اپنے ہاتھوں سے سلائی کرتے تھے وغیرہ۔ وَ يَكُونُ السِّتْرُ عَلَى بَابِ بَيْتِهِ فَتَكُونُ فِيهِ التَّصَاوِيرُ فَيَقُولُ يَا فُلَانَةُ لِإِحْدَى أَزْوَاجِهِ غَيِّبِيهِ عَنِّي فَإِنِّي إِذَا نَظَرْتُ إِلَيْهِ ذَكَرْتُ الدُّنْيَا وَ زَخَارِفَهَا فَأَعْرَضَ عَنِ الدُّنْيَا بِقَلْبِهِ وَ أَمَاتَ ذِكْرَهَا مِنْ نَفْسِهِ وَ أَحَبَّ أَنْ تَغِيبَ زِينَتُهَا عَنْ عَيْنِهِ لِكَيْلَا يَتَّخِذَ مِنْهَا رِيَاشاً وَ لَا يَعْتَقِدَهَا قَرَاراً وَ لَا يَرْجُوَ فِيهَا مُقَاماً فَأَخْرَجَهَا مِنَ النَّفْسِ وَ أَشْخَصَهَا عَنِ الْقَلْبِ وَ غَيَّبَهَا عَنِ الْبَصَرِ "[12] آپؐ کے گھر کے دروازے پر ایک پردہ لگا ہوا تھا جس میں نقش اور تصویریں تھیں، آپؐ نے جب اس پردے کو دیکھا تو اپنی ایک بیوی کو کہا، اس پردے کو میری آنکھوں سے دور کرو جب بھی میری اس پر نظر پڑتی ہے تو دنیا کی یاد اور اس کی زینت میں میرا خیال ہو جاتا ہے۔ پیغمبر اکرمؐ لہذا دل و جان کے ساتھ دنیا سے منہ موڑ دیا، اور دنیا کی یاد کو بگھا دیا اور ہمیشہ اس بات کو دوست رکھتے تھے کہ دنیا والی چیزیں اس کی آنکھوں سے دور رکھی جائیں، اور خوبصورت لباس نہیں پہنیں، اور دنیا کو دائمی قرار گاہ نہ پائیں اور دنیا میں رہنے کی امید نہ رکھتے تھے، بس پیغمبر اکرمؐ نے حقیقتاً اپنی دل سے دنیا کو دور رکھا اور اپنی آنکھوں کو دنیا سے بند رکھا۔ اسی طرح حضرت علیؑ ایک اور مقام پر نبی کریم ﷺ کے زہد کے بارے میں فرماتے ہیں: "وَ لَقَدْ كَانَ فِي رَسُولِ اللَّهِ (صلى الله عليه و آله وسلم) مَا يَدُلُّكَ عَلَى مَسَاوِئِ الدُّنْيَا وَ عُيُوبِهَا إِذْ جَاعَ فِيهَا مَعَ خَاصَّتِهِ وَ زُوِيَتْ عَنْهُ زَخَارِفُهَا مَعَ عَظِيمِ زُلْفَتِهِ فَلْيَنْظُرْ نَاظِرٌ بِعَقْلِهِ أَكْرَمَ اللَّهُ مُحَمَّداً بِذَلِكَ أَمْ أَهَانَهُ فَإِنْ قَالَ أَهَانَهُ فَقَدْ كَذَبَ وَ اللَّهِ الْعَظِيمِ بِالْإِفْكِ الْعَظِيمِ وَ إِنْ قَالَ أَكْرَمَهُ فَلْيَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهَانَ غَيْرَهُ حَيْثُ بَسَطَ الدُّنْيَا لَهُ وَ زَوَاهَا عَنْ أَقْرَبِ النَّاسِ مِنْهُ۔" [13] پیغمبر اکرمؐ کی زندگی میں تمہارے لئے کچھ نشانیاں ہیں جو تمہیں دنیا کی خرابی اور عیب سے رہنمائی کریں گی، کیونکہ پیغمبر اکرمؐ اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ بوکھ پر رہتے تھے باوجود اسکے کہ مقام و منزلت بزرگی رکھتے تھے دنیا کی زینتیں اُسکی آنکھوں سے دور رہیں۔ بس فکر کرنے والے کو چاہیے کہ وہ اپنے عقل کے ساتھ صحیح فکر کرے: کہ کیا خدا نے محمدؐ کو ایسی صفات ہونے کے باوجود زیادہ عزت یا اہمیت نہ دی؟ اگر کوئی کہتا ہے کہ خدا نے ان صفات کے ساتھ اہمیت نہیں دی، وہ جھوٹ بولتا ہے (خدا کی قسم) اس نے بڑا جھوٹ بولا ہے، اور اگر کہتا ہے کہ خدا نے اس کو عزت دی ہے بس اسکو جاننا چاہیئے، خدا نے اس شخص کو اہمیت نہیں دی جس کے لیے پوری دنیا بچھادی کیونکہ خدا کو جو نزدیک ترین شخص تھا اس کو دنیا سے دور رکھا۔ " فَتَأَسَّى مُتَأَسٍّ بِنَبِيِّهِ وَ اقْتَصَّ أَثَرَهُ وَ وَلَجَ مَوْلِجَهُ وَ إِلَّا فَلَا يَأْمَنِ الْهَلَكَةَ فَإِنَّ اللَّهَ جَعَلَ مُحَمَّداً (صلى الله عليه و آله وسلم) عَلَماً لِلسَّاعَةِ وَ مُبَشِّراً بِالْجَنَّةِ وَ مُنْذِراً بِالْعُقُوبَةِ خَرَجَ مِنَ الدُّنْيَا خَمِيصاً وَ وَرَدَ الْآخِرَةَ سَلِيماً لَمْ يَضَعْ حَجَراً عَلَى حَجَرٍ حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ وَ أَجَابَ دَاعِيَ رَبِّهِ"[14] بس اگر کوئی پیروی کرنا چاہتا ہے تو اسکو چاہیے کہ اپنے نبیؐ کی پیروی کرے، اور اسکے پیچھے چلے اور پیغمبر اکرمؐ کے قدم پر چلے۔ اگر ایسا نہیں کرتا تو ہلاکت سے نہیں بچ سکے گا، بس خدا نے رسولؐ کو قیامت کی نشانی قرار دیا ہے اور بہشت کی خوشخبری دینے والا اور جہنم کے عذاب سے خوف دلانے والا بنایا ہے، پیغمبر اکرمؐ خالی شکم دنیا سے تشریف لے گئے اور جسم و جان کی سلامتی کے ساتھ آخرت میں وارد ہوئے اور پتھر پر پتھر نہیں رکھا (یعنی بنگلے اور محلات نہ رکھے) یہاں تک کہ جب دنیا کو چھوڑا اور پروردگار کی دعوت کو لبیک کہا۔ سچ پوچھیں تو ہمارے

اور ہمارے نمونہ عمل کے رہبر کے درمیان کئی میل فاصلہ ہے، ہم کہاں اور ہمارے پیغمبر کی سیرت کی رفتار کہاں؟ اس کا سچے پیروکار حضرت علیؑ تھے جس نے سب سے پہلے افتخار کیا کہ سب سے بہترین مجھے رہبر ملا، حضرت علیؑ خطبہ ۱۶۰ میں فرماتے ہیں: "فَمَا أَعْظَمَ مِنَّةَ اللَّهِ عِنْدَنَا حِينَ أَنْعَمَ عَلَيْنَا بِهِ سَلَفاً نَتَّبِعُهُ وَ قَائِداً نَطَأُ عَقِبَهُ۔ "[15] کتنا بڑا احسان ہے جو خدا نے رسولؐ کی بعثت سے کیا ہے، اور ایسے قسم کی بڑی نعمت ہمارے اوپر عطا کی ہے، ایسے قسم کا رہبر جس کی پیروی کرنی چاہیے اور ایسا پیشوا جس کی راہ پر چلنا چاہیے۔ اور دوسرا یہ کہ حضرت علیؑ پیغمبر اکرمؐ کی طرح عمل میں زاہد تھے جیسا کہ حضرت علیؑ ۱۶۰ خطبہ فرماتے ہیں ":وَ اللَّهِ لَقَدْ رَقَّعْتُ مِدْرَعَتِي هَذِهِ حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَاقِعِهَا وَ لَقَدْ قَالَ لِي قَائِلٌ أَ لَا تَنْبِذُهَا عَنْكَ فَقُلْتُ اغْرُبْ عَنِّي فَعِنْدَ الصَّبَاحِ يَحْمَدُ الْقَوْمُ السُّرَى "[16] خدا کی قسم اس پیراہن کو اتنے پیوند لگائے ہیں جو خود پیوند لگانے والے سے میں شرمسار ہوں۔ ایک آدمی نے کہا: کیا اس بوسیدہ پیراہن کو جس کو پیوند نہیں لگ سکتے اس کو پھینکتے نہیں ہو؟ میں نے اس سے کہا: مجھ سے دور ہو جا، صبح کے وقت راستے پر چلنے والوں کی تعریف کی جاتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کے اخلاق و آداب

قرآن کریم پیغمبر اکرمؐ کے تمام اوصاف میں سے نیک اخلاق کی تعریف کرتا ہے جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :اِنَّکَ لَعَلیٰ خُلُقٍ عَظِیْمٍ "[17] "یقینا آپؐ اخلاق کے عظیم درجے پر فائز ہیں "اور پیغمبر اکرمؐ خود اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ "بعثت کا فلسفہ مکارم الاخلاق کی تکمیل کرنا ہے" اور آپؐ فرماتے تھے:" اِنما بُعِثتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاِخْلَاقَ "[18] میں اس لئے رسولؐ بنا کر بھیجا گیا ہوں تا کہ اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کروں۔ یہ سب علامتیں آپؐ کی عظمت، اخلاقیات، بزرگی اور برتری کو ظاہر کرتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی زندگے سے چند اخلاقی مثالیں درج زیل پیش کی جارہی ہیں:

الف: نرم دلی اور شفقت

قرآن کریم میں نبی کریم ﷺ کی اعلیٰ صفات میں سے ایک صفت نرم دلی اور شفقت کو بیان کیا گیا ہے، کیونکہ اسی صفت کی وجہ سے لوگ جوق درجوق دائرہ اسلام میں داخل ہوتے چلے جارہے تھے اور آپ کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے۔ ارشاد رب العزت ہے: "فبما رحمةٍ مِّنَ اللہِ لِنْتَ لَهُمْ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غليظ الْقَلْب لَا نفضوا مِنْ حَوْلِكَ "[19] اے رسول) یہ مہر الٰہی ہے کہ آپ ان کے لیے نرم مزاج واقع ہوئے اور اگر آپ تند خو اور سنگدل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے۔ حضرت علیؑ پیغمبر اکرمؐ کے اخلاق، نرم خوئی اور مہربانی کے بارے میں فرماتے ہیں: كَانَ أَجْوَدَ النَّاسِ كَفّاً وَ أَجْرَأَ النَّاسِ صَدْراً وَ أَصْدَقَ النَّاسِ لَهْجَةً وَ أَوْفَاهُمْ ذِمَّةً وَ أَلْيَنَهُمْ عَرِيكَةً وَ أَكْرَمَهُمْ عِشْرَةً مَنْ رَآهُ بَدِيهَةً هَابَهُ وَ مَنْ خَالَطَهُ مَعْرِفَةً أَحَبَّهُ لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَ لَا بَعْدَهُ مِثْلَه "[20] پیغمبر اکرمؐ لوگوں میں سخی ترین اور شجاع ترین انسان تھے، سچ بولنے والے انسان تھے، وعدے کے لحاظ سے وعدہ وفا تھے، مزاج میں نرم ترین انسان تھے، طبیعت کے اعتبار سے دوسرے لوگوں کے ساتھ پیش آنے میں کریم ترین انسان تھے، ابتدا میں جو بھی رسول خداؐ کو دیکھتا تھا وہ رسولؐ سے دور بھاگتا تھا اور جو بھی رسولؐ کے ساتھ ہوتا تھا اس کو پہچان جاتا تھا تو وہ رسولؐ سے محبت کرتا تھا اور ایسی محبت کرتا تھا جیسے اس سے پہلے یا بعد میں اس نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں" :كَانَ اَحْسَنُ النَّاسَ خُلقًا۔ "[21] آپ ﷺ تمام لوگوں سے بہترین اخلاق والے تھے۔ ضرت علیؑ نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں" :وَ اَطْهَرُ الْمُتَطَہِّرِیْنَ ثیمَةً وَ اَجوَدُ الْمُسْتَمطَرِیْنَ دِیمَة "[22] حضور اکرمؐ کا اخلاق سب سے زیادہ پاک تھا اور اس کے کرم کی بارش ہر چیز سے دوام تر تھی۔

ب: مہربان اور خیر خواہ:

رسولؐ اکرم کی ایک اور نمایاں خصوصیت مہربان اور خیر خواہ، جس کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد ہے: لَقَدْ جآئکم رَسُوْلٌ مِّنْ اَنفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَئُوْفُ الرَّحِيْمُ "[23] تمہارے پاس خود تم ہی میں سے ایک رسول آیا ہے تمہیں تکلیف میں دیکھنا ان پر شاک گزرتا ہے، وہ تمہاری بھلائی کا نہایت خواہاں ہے اور مومنین کے لیے نہایت شفیق، مہربان ہے۔ رسولؐ کی مہربانی اتنی تھی کہ کفار کے ایمان نہ لانے وجہ سے اتنا غمگین ہوتے تھے کہ عنقریب جان سے روح پرواز کرنے والی ہوتی۔ قرآن مجید اس بات کو واضح الفاظ میں بیان کرتا ہے:"فَعَلَّكَ باخِعُ نَفْسَكَ عَلىٰ آثَارِهِمْ اِنْ لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَ الْحَدِيْثِ اَسَفًا"[24] پس اگر یہ لوگ اس (قرآنی) مضمون پر ایمان نہ لائے تو ان کی وجہ سے شاید آپ اس رنج میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ اسی طرح رسول اکرمؐ کی مہربانی اور خیر خواہ کے لئے حضرت علیؑ نہج البلاغہ میں خوبصورت جملے بیان فرماتے ہیں ان میں سے کچھ کا ہم اشارہ کرتے ہیں:

(ا) کوشش اور خیر خواہی

"بَعَثَهُ وَ النَّاسُ ضُلَّالٌ فِي حَيْرَةٍ وَ حَاطِبُونَ فِي فِتْنَةٍ قَدِ اسْتَهْوَتْهُمُ الْأَهْوَاءُ وَ اسْتَزَلَّتْهُمُ الْكِبْرِيَاءُ وَ اسْتَخَفَّتْهُمُ الْجَاهِلِيَّةُ الْجَهْلَاءُ حَيَارَى فِي زَلْزَالٍ مِنَ الْأَمْرِ وَ بَلَاءٍ مِنَ الْجَهْلِ فَبَالَغَ ص فِي النَّصِيحَةِ وَ مَضَى عَلَى الطَّرِيقَةِ وَ دَعَا إِلَى الْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ۔"[25] خدا نے پیغمبر اکرمؐ کو اس زمانے میں مبعوث کیا جب لوگ حیرت اور پریشانی میں تھے۔ جو فتنوں میں زندگی بسر کرتے تھے، ہوا اور ہوس ان پر بھاری ہوگئی تھی، اپنے آپ کو بڑا سمجھنا اور تکبر کرنا ان کو کافی خطائوں کی طرف کھینچ گئی تھی، اور ان کی جاہلیت و نادانی نے ان کو پست اور خوار کیا ہوا تھا، زندگی کے کاموں میں لوگ حیران و پریشان تھے۔ جہالت اور نادانی کی بلائیں ان سے (دامنگیر) چمٹی ہوئیں تھیں۔ پیغمبر اکرمؐ نے ان کو نصیحت، خیر خواہی میں حد درجہ کی رہنمائی کی اور حکمت و موعظہ حسنہ کے ذریعے لوگوں کو خدا کے دین کی طرف دعوت دی۔ اسی طرح ایک اور مقام پر اپنے دعائیہ کلمات میں اللہ تعالی کی بارگاہ میں نبی کریم ﷺ کی صفات کو اس طرح بیان فرمایا:كَمَا حُمِّلَ فَاضْطَلَعَ قَائِماً بِأَمْرِكَ مُسْتَوْفِزاً فِي مَرْضَاتِكَ غَيْرَ نَاكِلٍ عَنْ قُدُمٍ وَ لَا وَاهٍ فِي عَزْمٍ وَاعِياً لِوَحْيِكَ حَافِظاً لِعَهْدِكَ مَاضِياً عَلَى نَفَاذِ أَمْرِكَ حَتَّى أَوْرَى قَبَسَ الْقَابِسِ وَ أَضَاءَ الطَّرِيقَ لِلْخَابِطِ وَ هُدِيَتْ بِهِ الْقُلُوبُ بَعْدَ خَوْضَاتِ الْفِتَنِ وَ الْآثَامِ وَ أَقَامَ بِمُوضِحَاتِ الْأَعْلَامِ وَ نَيِّرَاتِ الْأَحْكَامِ[26]"جیسا آپ (حضرت محمدؐ) پر (ذمہ داری کا) بوجھ عائد کیا گیا تھا، اس کو انہوں نے اٹھایا اور تیری خوشنودیوں کی طرف بڑھنے کے لئے مضبوطی سے جم کر کھڑے ہو گئے۔ نہ آگے بڑھنے سے منہ موڑا، نہ ارادے میں کمزوری کو راہ دی۔ وہ تیری وحی کے حافظ اور تیرے پیمان کے محافظ تھے اور تیرے حکموں کے پھیلانے کی دھن میں لگے رہنے والے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے روشنی ڈھونڈنے والے کے لئے شعلے بھڑکا دیئے، اور اندھیرے میں بھٹکنے والے کے لئے راستہ روشن کر دیا۔ فتنوں فسادوں میں سرگرمیوں کے بعد دلوں نے آپ (ص) کی وجہ سے ہدایت پائی۔ انہوں نے راہ دکھانے والے نشانات قائم کئے۔ روشن و تابندہ احکام جاری کئے۔

(۲) طبیب دوار

پیغمبر اکرمؐ ایک ایسے روحی طبیب تھے جو علاج و معالج کے لیے ہمیشہ سرگرداں رہتے تھے۔ "طَبِيبٌ دَوَّارٌ بِطِبِّهِ قَدْ أَحْكَمَ مَرَاهِمَهُ وَ أَحْمَى مَوَاسِمَهُ يَضَعُ ذَلِكَ حَيْثُ الْحَاجَةُ إِلَيْهِ مِنْ قُلُوبٍ عُمْيٍ وَ آذَانٍ صُمٍّ وَ أَلْسِنَةٍ بُكْمٍ مُتَتَبِّعٌ بِدَوَائِهِ مَوَاضِعَ الْغَفْلَةِ وَ مَوَاطِنَ الْحَيْرَةِ "[27] وہ (نبی کریم ﷺ) ایک طبیب تھے جو اپنی حکمت وطب کو لیے ہوئے چکر لگا رہا ہو۔ اس نے اپنے مرہم ٹھیک ٹھاک کر لیے ہوں اور داغنے کے آلات تپا لیے ہوں۔ وہ اندھے دلوں، بہرے کانوں اور گونگی زبانوں (کے علاج معالجہ) میں جہاں ضرورت ہوتی تھی، ان چیزوں کو استعمال میں لاتے تھے، اور دوا لیے غفلت زدہ اور

حیرانی و پریشانی کے مارے ہوؤں کی کھوج میں لگے رہتے تھے۔ آپ وہ طبیب سیّار ہیں جو مکہ کے مریضوں کا تعاقب کیا کرتے تھے، ان میں سے کچھ آپ کو پتھر مارتے تھے اور کبھی مجبور ہو جاتے تھے کہ مکہ کو ترک کریں اور پہاڑوں میں پناہ لیں، حضرت خدیجہ الکبریٰؑ اور حضرت علیؑ رسولؐ کی تلاش کے لیے پیچھے دوڑتے تھے، وہ آپ کے پیروں کے زخموں کو مرہم پٹی کرتے تھے (جو انکو غافل بیماروں نے زخمی کیا تھا)، لیکن ایسے حال میں بھی مہربان دل کہتے تھے۔ " اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ قَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ "[28] اے میرے اللہ! میری قوم کی ہدایت کر اور انکو بخش دے کیونکہ وہ ناسمجھ ہیں۔

ج۔ صبر و بردباری

تاریخ الانبیاء کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ انجام رسالت کی راہ میں سخت ترین مصیبت سے دوچار ہو جاتے تھے، دوسرے پیغمبروں سے زیادہ ہمارے پیارے پیغمبر اکرمؐ مصیبت اور آزمائش میں مبتلا ہوئے، جیسا کہ نبی کریمؐ خود فرماتے ہیں: "ما اُوْ ذِیَ اَحَدُ مِثلُ ما اُوذِیْتُ فِی اﷲ"[29] کسی بھی (پیغمبرؑ) کو راہ خدا میں اتنی اذیت نہیں دی گئی جتنی مجھے دی گئی۔ لہٰذا پیغمبر اکرمؐ کا صبر سب سے زیادہ تھا۔ طبقات ابن سعد میں اسماعیل بن عباس سے روایت ہے: "کَانَ رسُوْلُ اﷲ اَصْبَرُ عَلیٰ اَوزَار النَّاس "[30] رسول اللہ (ﷺ) لوگوں کی تکالیف دینے پر صابر ترین انسان تھے۔

د۔ شجاعت

کافی رہبر ایسے ہوتے تھے جو میدان جنگ میں عملاً حاضر نہیں ہوتے تھے اور ہمیشہ فرمان اور دستور سے جنگ کو جاری رکھتے تھے۔ لیکن رسول اکرمؐ ایسے نہیں تھے بلکہ تمام میدانوں میں اور جنگ کی پہلی صف میں ہوتے تھے، دوسروں کو اپنی شجاعت دکھاتے اور ان کی حوصلہ افزائی بھی فرماتے تھے، اس کے متعلق حضرت علیؑ فرماتے ہیں: ہمیشہ ایسا ہی ہوتا تھا جب جنگ کے شعلے بھڑک اٹھتے تھے اور سختی شدت اختیار کر جاتی تھی تو ہم رسول اللہ (ﷺ) کی پناہ لیتے تھے کیونکہ آپ سے زیادہ دشمن کو قریب کوئی نہیں ہوتا تھا۔ "کُنا اِذا احمر البأس وَ لَقِیَ الْقَوْمُ اَلْقَوْمُ اتَّقَیْنَا بِرَسُوْلِ اﷲ فَمَا یَکُوْنُ اَحَدُ اَقْرَب اِلیٰ عَدُوِّ منهُ "[31] ہمیشہ ایسا ہی ہوتا تھا جب جنگ کے شعلے بھڑک اٹھتے تھے اور سختی شدت اختیار کر جاتی تھی تو ہم رسول اللہ (ﷺ) کی پناہ لیتے تھے کیونکہ آپ سے زیادہ دشمن کو قریب کوئی نہیں ہوتا تھا۔

(۳) پیغمبر اکرمؐ کی کامیابیاں

تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک کامیاب ترین پیغمبر تھے۔ رسالت الٰہی کو انجام دینے میں، انسان کو ہدایت کرنے میں آپ نے جاہل عربوں کو ۲۳ سال کی کم مدت میں تبدیل کر دیا ان کو جہالت کے اندھیروں سے نکال کر نور ہدایت کے عروج تک پہنچا دیا۔ یہاں نیر چند کامیابیوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

الف: مسلمانوں کی عزت کا پوری دنیا میں ہونا:

حضرت علیؑ اُس بارے میں فرماتے ہیں" : وَ قَدْ بَلَغْتُمْ مِنْ کَرَامَةِ اللّٰهِ تَعَالَی لَکُمْ مَنْزِلَةً تُکْرَمُ بِهَا إِمَاؤُکُمْ وَ تُوصَلُ بِهَا جِیرَانُکُمْ وَ یُعَظِّمُکُمْ مَنْ لَا فَضْلَ لَکُمْ عَلَیْهِ وَ لَا یَدَ لَکُمْ عِنْدَهُ وَ یَهَابُکُمْ مَنْ لَا یَخَافُ لَکُمْ سَطْوَةً وَ لَا لَکُمْ عَلَیْهِ إِمْرَةٌ "[32] (اے لوگو! بعثتِ پیغمبر کی نعمت اور خدا کے لطف کی وجہ سے) تم ایسے مقام پر آپ پہنچے ہو کہ تمہاری کنیزوں کی بھی عزت کی جاتی ہے اور تمہارے ہمسائیوں سے محبت کی جاتی ہے، کچھ ایسے لوگ ہیں جو تمہارے احترام کے قائل ہیں لیکن تم اُن پر برتری نہیں رکھتے اور نہ ہی اُن پر کوئی حق رکھتے ہو۔ کچھ لوگ تم سے ڈرتے ہیں، ڈرنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ تمہاری حکومت کی وجہ سے ڈرتے ہیں اور نہ ہی تم ان پر حکومت کرتے ہو۔

ب: اختلاف اور حسد کا وحدت اور محبت میں تبدیل کرنا

حضرت علیؑ نہج البلاغہ کے پہلے خطبے میں نبی کریم ﷺ کی بعثت کے وقت لوگوں کے حالات کو اور اس کے ان کی ہدایت اور وحدت کو اس طرح بیان فرماتے ہیں:وَ أَهْلُ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ مِلَلٌ مُتَفَرِّقَةٌ وَ أَهْوَاءٌ مُنْتَشِرَةٌ وَ طَرَائِقُ مُتَشَتِّتَةٌ بَيْنَ مُشَبِّهٍ لِلَّهِ بِخَلْقِهِ أَوْ مُلْحِدٍ فِي اسْمِهِ أَوْ مُشِيرٍ إِلَى غَيْرِهِ فَهَدَاهُمْ بِهِ مِنَ الضَّلَالَةِ وَ أَنْقَذَهُمْ بِمَكَانِهِ مِنَ الْجَهَالَةِ[33] اس وقت زمین پر بسنے والوں کے مسلک جُدا جُدا خواہشیں متفرق و پراگندہ اور راہیں الگ الگ تھیں۔ یوں کہ کچھ اللہ کو مخلوق سے تشبیہ دیتے، کچھ اس کے ناموں کو بگاڑ دیتے۔ کچھ اسے چھوڑ کر اوروں کی طرف اشارہ کرتے تھے خداوند عالم نے آپ کی وجہ سے انہیں گمراہی سے ہدایت کی راہ پر لگایا اور آپ کے وجود سے انہیں جہالت سے چھڑایا۔ اسی طرح حضرت علی ایک اور مقام پر نبی کریم ﷺ کے اوصاف اس طرح بیان فرماتے ہیں :قَدْ صُرِفَتْ نَحْوَهُ أَفْئِدَةُ الْأَبْرَارِ وَ ثُنِيَتْ إِلَيْهِ أَزِمَّةُ الْأَبْصَارِ دَفَنَ اللَّهُ بِهِ الضَّغَائِنَ وَ أَطْفَأَ بِهِ الثَّوَائِرَ أَلَّفَ بِهِ إِخْوَاناً وَ فَرَّقَ بِهِ أَقْرَاناً أَعَزَّ بِهِ الذِّلَّةَ وَ أَذَلَّ بِهِ الْعِزَّةَ كَلَامُهُ بَيَانٌ وَ صَمْتُهُ لِسَانٌ "[34]نیکوکاروں کی دلیں رسولؐ کی دیوانی ہو گئیں، لوگوں کی آنکھوں کی توجہ ان کی طرف ہے، خدانے اس کے وجود کی برکت سے حسد، کینے کو دفن کیا اور دشمنی کی آگ کو بجھا دیا۔ اس کے مبارک وجود اور دلوں کے درمیان محبت اور مہربانی ایجاد کی، نزدیکوں کو ایک دوسرے سے دور رکھا، ذلیل وخوار اور محروم انسان کو اُس کے ایمان کے سائے میں عزت ملی، رسولؐ کے عزیز اپنے کفر کی وجہ سے ذلیل ہوئے، اس کی گفتار نے حقیقتوں کو واضح کیا اور اُس کی خاموشی بولنے والی زبان تھی۔ اسی طرح خطبہ ۲۳۱ میں ارشاد فرماتے ہیں :فَصَدَعَ بِمَا أُمِرَ بِهِ وَ بَلَّغَ رِسَالَاتِ رَبِّهِ فَلَمَّ اللَّهُ بِهِ الصَّدْعَ وَ رَتَقَ بِهِ الْفَتْقَ وَ أَلَّفَ بِهِ الشَّمْلَ بَيْنَ ذَوِي الْأَرْحَامِ بَعْدَ الْعَدَاوَةِ الْوَاغِرَةِ فِي الصُّدُورِ وَ الضَّغَائِنِ الْقَادِحَةِ فِي الْقُلُوبِ "[35]پیغمبر اکرمؐ اس چیز کو آشکار کیا جو ان کو تبلیغ کی گئی تھی اپنے پروردگار کے پیغام کو پہنچایا۔ اُس نے اجتماعی دراڑوں کو اصلاح کی وحدت اور فاصلوں کو آپس میں جوڑا، دشمنی کی آگ جو کینہ پرور دلوں میں بھڑک چکی تھی، عزیز و اقارب آپس میں جو دور تھے ان کو ملایا۔

ج۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا نزول

حضرت علیؑ خطبہ ۱۹۲ میں فرماتے ہیں " :فَانْظُرُوا إِلَى مَوَاقِعِ نِعَمِ اللَّهِ عَلَيْهِمْ حِينَ بَعَثَ إِلَيْهِمْ رَسُولًا فَعَقَدَ بِمِلَّتِهِ طَاعَتَهُمْ وَ جَمَعَ عَلَى دَعْوَتِهِ أُلْفَتَهُمْ كَيْفَ نَشَرَتِ النِّعْمَةُ عَلَيْهِمْ جَنَاحَ كَرَامَتِهَا وَ أَسَالَتْ لَهُمْ جَدَاوِلَ نَعِيمِهَا وَ الْتَفَّتِ الْمِلَّةُ بِهِمْ فِي عَوَائِدِ بَرَكَتِهَا۔"[36] دیکھو! کہ اللہ نے ان پر کتنے احسانات کئے ہیں کہ ان میں اپنا رسول بھیجا کہ جس نے اپنی اطاعت کا انہیں پابند بنایا اور انہیں ایک مرکز وحدت پر جمع کر دیا اور کیونکہ خوش حالی نے اپنے پر وبال ان پر پھیلا دیئے اور ان کے لیے بخشش و فیضان کی نہریں بہا دیں اور شریعت نے انہں اپنی برکت کے بے بہا فائدوں میں لپیٹ لیا۔ اسی طرح اپنے کلام کو جاری رکھتے ہوئے مزید ارشاد فرمایا:"فَأَصْبَحُوا فِي نِعْمَتِهَا غَرِقِينَ وَ فِي خُضْرَةِ عَيْشِهَا فَكِهِينَ قَدْ تَرَبَّعَتِ الْأُمُورُ بِهِمْ فِي ظِلِّ سُلْطَانٍ قَاهِرٍ وَ آوَتْهُمُ الْحَالُ إِلَى كَنَفِ عِزٍّ غَالِبٍ وَ تَعَطَّفَتِ الْأُمُورُ عَلَيْهِمْ فِي ذُرَى مُلْكٍ ثَابِتٍ فَهُمْ حُكَّامٌ عَلَى الْعَالَمِينَ وَ مُلُوكٌ فِي أَطْرَافِ الْأَرَضِينَ يَمْلِكُونَ الْأُمُورَ عَلَى مَنْ كَانَ يَمْلِكُهَا عَلَيْهِمْ وَ يُمْضُونَ الْأَحْكَامَ فِيمَنْ كَانَ يُمْضِيهَا فِيهِمْ لَا تُغْمَزُ لَهُمْ قَنَاةٌ وَ لَا تُقْرَعُ لَهُمْ"[37] چنانچہ وہ اس کی نعمتوں میں شرابور اور اس کی زندگی کی تروتازگیوں میں خوشحال اور ایک مسلّط فرمانروا (اسلام کے) زیر سایہ ان کی زندگی کے تمام شعبے (نظم و ترتیب سے) قائم ہو گئے اور ان کے حالات (کی درستگی) نے انہیں غلبہ و بزرگی کے پہلو میں جگہ دی اور ایک مضبوط سلطنت کی سربلند چوٹیوں میں (دین و دنیا کی) سعادتیں ان پر جھک پڑیں۔ وہ تمام جہان پر حکمران اور زمین کی پہنائیوں میں تخت و تاج کے

مالک بن گئے اور جن پابندیوں کی بنا پر دوسروں کے زیر دست تھے۔ اب یہ انہیں پابند بنا کر ان پر مسلّط ہو گئے۔ نہ ان کا دم خم ہی نکالا جاسکتا ہے اور نہ ہی ان کا کس بل توڑا جاسکتا ہے۔

د۔ **پیغمبر اکرمؐ کے مکتب سے تربیت شدہ اصحاب**

ایک رہبر کی عظیم کامیابی یہ ہے کہ وہ معاشرہ میں تحول پیدا کرے، سب سے پہلے سالم اور کامل افراد کی تربیت کرے یعنی معاشرہ کے افراد کو باکمال بنائے۔ پیغمبر اکرمؐ نے مکہ مکرمہ میں ۱۳ سال اور مدینہ منورہ میں ۱۰ سال کے درمیان کثیر افراد کی تربیت کی۔ بت پرستی سے نکال کر توحید پرستی میں لے آئے۔ لڑائی جھگڑوں اوراختلاف سے نکال کر وحدت اور امن میں لے آئے۔ ان تربیت یافتہ افراد میں سے حضرت علیؑ خود بھی ہیں، جس کے متعلق خود حضرت علی فرماتے ہیں "وَضَعَنِي فِي حِجْرِهِ وَ أَنَا وَلَدٌ يَضُمُّنِي إِلَى صَدْرِهِ وَ يَكْنُفُنِي فِي فِرَاشِهِ وَ يُمِسُّنِي جَسَدَهُ وَ يُشِمُّنِي عَرْفَهُ وَ كَانَ يَمْضَغُ الشَّيْءَ ثُمَّ يُلْقِمُنِيهِ وَ مَا وَجَدَ لِي كَذْبَةً فِي قَوْلٍ وَ لَا خَطْلَةً فِي فِعْلٍ وَ لَقَدْ قَرَنَ اللَّهُ بِهِ (صلى الله عليه و آله وسلم) مِنْ لَدُنْ أَنْ كَانَ فَطِيماً أَعْظَمَ مَلَكٍ مِنْ مَلَائِكَتِهِ يَسْلُكُ بِهِ طَرِيقَ الْمَكَارِمِ وَ مَحَاسِنَ أَخْلَاقِ الْعَالَمِ لَيْلَهُ وَ نَهَارَهُ وَ لَقَدْ كُنْتُ أَتَّبِعُهُ اتِّبَاعَ الْفَصِيلِ أَثَرَ أُمِّهِ يَرْفَعُ لِي فِي كُلِّ يَوْمٍ مِنْ أَخْلَاقِهِ عَلَماً وَ يَأْمُرُنِي بِالِاقْتِدَاءِ بِهِ"[38] میں بچہ ہی تھا کہ رسول نے مجھے گود میں لے لیا تھا۔ اپنے سینے سے چمٹائے رکھتے تھے۔ بستر میں اپنے پہلو میں جگہ دیتے تھے اور اپنی خوشبو مجھے سنگھاتے تھے۔ پہلے آپ کسی چیز کو چباتے پھر اس کے لقمے بنا کر میرے منہ میں دیتے تھے انہوں نے نہ تو میری کسی بات میں جھوٹ کا شائبہ پایا نہ میرے کسی کام میں لغزش و کمزوری دیکھی۔ حضرت علیؑ پیغمبر اکرمؐ کے اصحاب کے بارے میں فرماتے ہیں: " رَأَيْتُ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ (صلى الله عليه و آله وسلم) فَمَا أَرَى أَحَداً يُشْبِهُهُمْ مِنْكُمْ لَقَدْ كَانُوا يُصْبِحُونَ شُعْثاً غُبْراً وَ قَدْ بَاتُوا سُجَّداً وَ قِيَاماً يُرَاوِحُونَ بَيْنَ جِبَاهِهِمْ وَ خُدُودِهِمْ وَ يَقِفُونَ عَلَى مِثْلِ الْجَمْرِ مِنْ ذِكْرِ مَعَادِهِمْ كَأَنَّ بَيْنَ أَعْيُنِهِمْ رُكَبَ الْمِعْزَى مِنْ طُولِ سُجُودِهِمْ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ هَمَلَتْ أَعْيُنُهُمْ حَتَّى تَبُلَّ "[39] میں نے محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے اصحاب دیکھے ہیں۔ مجھے تو تم میں سے ایک بھی ایسا نظر نہیں آتا، جو ان کے مثل ہو وہ اس عالم میں صبح کرتے تھے کہ ان کے بال بکھرے ہوئے اور چہرے خاک سے اٹے ہوئے ہوتے تھے جب کہ رات کو وہ سجود و قیام میں کاٹ چکے ہوتے تھے۔ اس عالم میں کہ کبھی پیشانیاں سجدے میں رکھتے تھے اور کبھی رخسار، اور حشر کی یاد سے اس طرح بے چین رہتے تھے کہ جیسے انگاروں پر ٹھہرے ہوئے ہوں۔ اور لمبے سجدوں کی وجہ سے ان کی آنکھوں کے درمیان (پیشانیوں پر) بکری کے گھٹنوں ایسے گٹے پڑے ہوئے تھے۔ جب بھی ان کے سامنے اللہ کا ذکر آجاتا تھا تو ان کی آنکھیں برس پڑتی تھیں۔ یہاں تک کہ ان کے گریبانوں کو بھگو دیتی تھیں۔

نتیجہ بحث

اس سے یہ ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زندگی سراسر ہدایت ہے۔ آپ ﷺ نے تمام انسانوں کی تربیت کی۔ انکو اخلاق حسنہ سکھایا، آپ ﷺ گھریلو زندگی میں بہترین شوہر اور بہترین والد تھے۔ آپ ﷺ بہترین سرپرست بہترین سردار مسکینوں اور یتیموں کے مددگار تھے۔ اسی طرح عادل و منصف حاکم، شجاع ترین سپہ سالار، دشمنوں سے بہترین سلوک کرنے والے، انہیں معاف کرنے والے اور ان کی بھلائی کے خواہاں تھے۔ پس آپ ﷺ کی پاکیزہ سیرت قرآن کریم کی تشریح اور تفسیر تھی۔ آپ ﷺ نے دنیا کو دوسروں کے نزدیک چھوٹا سمجھا، آپ ﷺ اکثر خالی پیٹ رہا کرتے تھے، آپ نے دنیا کو ترک کیا اور دنیا کی کوئی چیز جمع نہیں کی تھی۔ خدا کے دشمن کو دشمن سمجھتے تھے، محبوب خدا سے محبت کرتے تھے۔ آپ ﷺ بہت سادہ زندگی بسر کرتے تھے یہاں تک زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے، غلاموں کی طرح بیٹھتے تھے،

اپنے ہاتھوں سے اپنے جوتوں کو پیوند لگاتے تھے، اپنے کپڑوں کو اپنے ہاتھوں سے پیوند لگاتے تھے۔ آپ کی اطاعت لازم واجب ہے، مخالفت کا انجام ہلاکت وبربادی اور جہنم کی صورت میں ابدی رسوائی ہے۔

References

[1]Sheikh Abbas al-Qumi: *"Muntah ul Aamal fee Tawareekh –e- al Nabi wa Aal –e- Nabi (PBUH)",* (Qum: Nashar Daleel e Ma 1379 H.S),1: 50-53
[2] Surah Al-Ahzab: 21
[3] Sharif al Razi, Mohammad bin Hussain: *"Nahj ul Balagha"* (tahqeeq: Sabhi Salih), (Qum: Nashar Dar ul Hijrat 1414 A.H), Khutba160: 226
[4] Al-Razi, *"Nahjul Balagha",* Khutba160: 227-228
[5] Al-Razi, *"Nahjul Balagha",* Khutba 94:139
[6] Al-Razi, *"Nahjul Balagha",* Khutba 100: 146.
[7] Al-Razi, *"Nahjul Balagha",* Khutba 190: 283
[8]Al-Razi, *"Nahjul Balagha",* Khutba109: 162.
[9] Al-Razi, *Nahjul Balagha,* Khutba 109:162.
[10]Al-Razi, *Nahjul Balagha,* Khutba 160: 228.
[11] Al-Razi, *Nahjul Balagha,* Khutba 160: 228
[12] Hasan bin Fazal al- Tabrisi, *"Maqarim ul Akhlaq"* ,(Qum: Nashar, Al-Shareef Razi: 1412 A.H), 10
[13] Al-Razi, *"Nahjul Balagha",* Khutba160:229
[14] Al-Razi, *Nahjul Balagha,* 160, 229.
[15] Al-Razi, *"Nahjul Balagha",* Khutba 160:229.
[16] Al-Razi, *"Nahjul Balagha",* Khutba 160:229.
[17] Mohammad bin Ali al-Karajki, *"Al risalatulAlvia fee fazail-e- Ameer il Momineen a.s ala sair il bariyyah"*,Qum: Nashr: daleel e Ma, 1427Q,:11
[18] Tabrisee, *"Makaremul akhlaq"*: 8.
[19] Surah Aal-e-Imran:159
[20] Tabrisee, *"Makaremul akhlaq"*:17
[21] Alhashmi Albasari Mohammad bin saad bin munee, *"Altabqat-ul-qubra",* dar-ul-kutub-ul-islamia Beroot, 1st publication1410q/1990,1:284.
[22] Al-Razi, *"Nahjul Balagha",* Khutba105:151
[23] Surah At-Tawbah: 128.
[24] Surah Al-Kahf: 6
[25]Al-Razi, *"Nahjul Balagha",* Khutba 95:140.
[26] Al-Razi, *Nahjul Balagha,* Khutba 95:140.
[27] Al-Razi, *Nahjul Balagha,* Khutba 108:156.
[28]Mirza Habeebullah al-Khoi, *"Minhaj ul Baraua fi Sharh e Nahjul Balagha",* (Tehran: Maktab -ul-Islamia 1400 A.H), 18:158.
[29] Ali bin Eesa al-Arbeli, *"Kashf-ul- Ghamma fi MarIfat -ul- Aaimma",* publisher bani hashmi Tabrez Iran, 1381Q, 2:535,
[30] Hashmi Albasari Mohammad bin saad bin munee, "Altabqat-ul-qubra", 1:285
[31] Al-Razi, *"Nahjul Balagha",* hikmat 265:520
[32] Al-Razi, *"Nahjul Balagha",* Khutba 106:154.
[33] Al-Razi, *"Nahjul Balagha",* Khutba1:44
[34] Al-Razi, *"Nahjul Balagha",* Khutba 96:141
[35] Al-Razi, *Nahjul Balagha,* Khutba 231:353.
[36] Al-Razi, *Nahjul Balagha,* Khutba 192:298
[37] Al-Razi, *Nahjul Balagha,* Khutba 192:298
[38] Al-Razi, *Nahjul Balagha,* Khutba 192:298
[39] Al-Razi, *Nahjul Balagha,* Khutba 97:143